اسلام میں امن اور دہشت گردی کا تصور : ایک علمی اور تحقیقی جائزہ

Peace and Violence in Islam; A scholarly dissertation

ڈاکٹر زاہد شاہ*

ناصر الدین**

Abstract:

Islam is the religion of peace as is evident from the very meaning of the word Islam which is derived from root word \" salam "\ meaning peace and obedience. The advent of Islam has been a pannaca for all humanity and ,ever since its inception, it has the distinction of contributing more and more to the betterment and progress of humanity. Its statute is crystal clear over all religions and systems. But unfortunately, there has been a systematic campaign to present Islam as a religion of violence. The orientalists who tend to misinterpret Islam by relying on some injunctions without looking into their specific context. The international media, under the influence of Jews, is also spreading a false propaganda. Moreover ,certain elements with in Islamic world are also providing ample opportunity for the same. In such circumstances there is a dire need to present the true spirit of Islam but such attempts are lacking in the Muslim world despite that it is one of the major concern., This research paper is an attempt to present Islam in its true spirit in light of holy Quran and Sunnah. It is hoped that it would pave way for further research in the field .

مسئلے کا تعارف (Introduction of the problem)

مخالفین اسلام خاص کر انتہا پسند مغرب اور یہود و ہنود دین اسلام کو بدنام کرنے کے لیے مختلف پروپیگنڈے کر رہے ہیں اور شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں، جس میں آج کل سر فہرست یہ ہے کہ اسلام دہشت گردی، تخریب کاری اور بدامنی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض قرآنی آیات اور احادیث کو بھی سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کرتے ہیں۔ کبھی مظلوم مسلمانوں کی تحریکات آزادی کو کچلنے اور دبانے

* ترجمان، صوبائی قانون ساز اسمبلی خیبر پختونخو، اپشاور۔

** لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف ہزارہ، حویلیاں کیمپس

کے لئے جہاں منفی پروپیگنڈہ اور ظلم کے دیگر ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں وہاں مجموعی طور پر اسلام کو بھی بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی مسلمان تنظیموں اور تحاریک کے وہ افعال بطور مثال پیش کرتے ہیں جس کی اجازت اسلام نہیں دیتا مگر وہ اصل اسلام دیکھنے یا ان تحریکوں کی اصل وجوہات اور اسباب تلاش کرنے کی بجائے اسلام کے خلاف زبان طعن دراز کرنے لگتے ہیں۔اس سلسلے میں ایک منصوبے کے تحت مختلف علاقوں میں دہشت گردی کے واردات خود یا اپنے ایجنٹوں سے کرواکر اس کے تانے کسی مسلمان ملک یا جماعت سے ملا دیتے ہیں، پھر میڈیا کے ذریعے اسے سچ ثابت کرنے کی مہم چلائی جاتی ہے کہ اسلام دہشت گردی، درندگی، سفاکی، بدامنی، آتشزدگی، تباہی وبربادی اور تخریب کاری کا مذہب ہے۔

مطالعے کی اہمیت (Significance of the Study):

اس آرٹیکل میں اسلامی نظام کے بنیادی مآخذ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیں گے اور اسلام کے اصل تعلیمات، ہدایات اور احکامات واضح کرنے کی کوشش کریں گے، جس سے نہ صرف اسلام کے متعلق شکوک وشبہات کے ازالے، پروپیگنڈے کا سد باب ہوگا بلکہ عام مسلمانوں اور لوگوں کے لئے راہنمائی کا سبب بھی بنے گا۔

تعارف:

سب سے پہلے اسلام اور مسلمان کے لفظی اور اصطلاحی مفہوم پر غور کریں گے کہ کیا واقعی اسلام دہشت گردی، بدامنی اور فساد کا دین ہے اور مسلمان دہشت گرد اور فسادی ہے؟ لفظ اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جو 'سلم' سے نکلا ہے جس کا لغوی معنٰی سلامتی و تابعداری، صلح اور رضامندی ہے[۱]

اصطلاح میں اسلام سے مراد وہ خدائی دین (نظام) ہے، جو دنیا میں امن، سلامتی کے قیام کے لئے نازل کیا گیا ہے جس میں فرد اور اجتماعیت دونوں کی دنیا وآخرت کا فلاح ہے[۲] اسلام کے ماننے والے کو مؤمن یا مسلم کہا جاتا ہے۔ مؤمن لفظ امن سے نکلا ہے، جس کے معنٰی حفاظت، عافیت، آرام اور آسائش ہیں۔ اور مسلم 'سلم' سے جس کے معنٰی اسلام کی طرح سلامتی و صلح، امن وسکون ہے[۳]۔ گویا دین اسلام کو ماننے والے صلح جو، امن کے داعی، بے ضرر، راست باز اور راہ راست پر ہوتے ہیں۔ یہ بات قرآن حکیم نے کچھ اس طرح بیان کی ہے: اور میں ابراہیم ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، سوان دو جماعتوں (مؤمنوں اور مشرکوں) میں امن کا زیادہ مستحق کون

ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔ ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں[۴] اسلام اور مسلمان کا مختصر مفہوم بیان کرنے کے بعد اب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام کی تعلیمات کا جائزہ لیں گے کہ یہ زمین پر فتنہ وفساد، خوف وہراس، بدامنی، دہشت گردی وتخریب کاری اور خون ریزی چاہتا ہے یا امن وامان، عدل وانصاف، راحت وچین اور صلح وسلامتی؟

۱۔ اسلام، سلامتی ہی کا داعی:

اس کارگاہ حیات میں زندگی بسر کرنے کے لئے امن وسلامتی انتہائی ضروری ہے۔ بغیر امن و سلامتی کے، نہ انفرادی زندگی اطمینان کے ساتھ بسر کی جا سکتی ہے اور نہ اجتماعی زندگی ہی باقی رہ سکتی ہے۔ چونکہ اسلام اللہ کا دین ہے جو انسانوں کی راہنمائی وہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ نظام سلامتی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود سلامتی کا داعی ہے۔ سورۃ یونس میں ارشاد ہے؛ وَاللهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِالسَّلَامِ[۵] (اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف تمہیں بلاتا ہے)۔

۲۔ نبیؐ تمام انسانوں کے لئے رحمت:

پیغمبر اسلام تمام انسانوں کے لئے امن وسلامتی کا پیغام لے کر مبعوث ہوئے۔ سورۃ سباء میں ہے کہ: "اور ہم نے تم (نبیؐ) کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا"[۶] اسی طرح قرآن نے یہ بھی فرمایا کہ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِين[۷] "اور ہم نے تم کو پوری عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"[۳]۔

۳. اسلام فساد کو پسند نہیں کرتا:

اسلام نہ فساد چاہتا ہے اور نہ فساد برپا کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَاد[۸] "اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِين"[۹]

۴۔ اسلام انسانوں کو فتنہ وفساد برپا کرنے سے منع کرتا ہے: اسلام انسانوں کو زمین میں فتنہ اور فساد برپا کرنے سے منع کرتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِين[۱۰] "اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔"

جب معاشرے کے اندر برائی اور فساد کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور فساد سے منع کرنے والے نہیں ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور منع نہ کرنے والے دونوں کو سزا دیتا ہے۔ سورۃ الانفال میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوْامِنْكُمْ خَاصَّة[۱۱] اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص کر صرف ان ہی ظالموں پر واقع نہ ہوگا۔

اور سورۃ ہود میں ہے کہ تم سے پہلے جو قومیں گزر چکی ان میں ایسے اہل خیر کیوں نہ پیدا ہوئے جو دوسروں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے۔ البتہ بہت تھوڑے لوگ ان میں ایسے بھی تھے جو خود بھی فساد نہیں کرتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے جنہیں ہم نے نجات دی[۱۲]

۵۔ فتنہ و فساد پھیلانے والوں کے لئے اسلامی قانون میں سخت سزا مقرر ہے

سورہ المائدہ میں زمین میں فساد برپا کرنے والوں کی سزا اس طرح بیان کی گئی ہے۔ ان کی سزا جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں، یہی ہے کہ وہ قتل کردئے جائیں یا سولی چڑھادئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جائیں یا انہیں جلاوطن کردیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت وخواری اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے[۱۳]

۶۔ جنت فسادیوں اور امن وسلامتی کے دشمن پر حرام ہے جنت دنیاکے اندر عدل وانصاف قائم کرنے اور خود امن سے رہنے والوں کے لئے ہے، زمین میں فساد برپا کرنے والے متکبر اور دہشت گردوں پر حرام ہے۔ سورہ القصص میں ہے، یہ دار آخرت (جنت) تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کردیتے ہیں جو زمین میں بڑائی یا فساد نہیں چاہتے اور (بہتر) انجام تو متقین کے لئے ہے[۱۴]

۷۔ اللہ احسان کرنے والے، صلح کرنے والے، معاف کرنے والے اور عدل وانصاف قائم کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

سورۃ المائدہ میں ہے کہ انہیں معاف کیجئے اور ان سے در گزر کیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[۱۵]

اسی سورۃ میں ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ہاں اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو پھر انصاف سے فیصلہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[۱۶]

اسی طرح سورۃ الحجرات میں ہے کہ تو ان کے درمیان انصاف سے صلح کر۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے[۱۷]

۸۔ اسلام فتنہ وفساد، ظلم وسرکشی، دہشت گردی اور زیادتی کو پسند نہیں کرتا اس لیے ان تمام امور کا مکمل خاتمہ چاہتا ہے جس سے ظلم یا فساد پھیلتا ہو[۱۸]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار ارشادات موجود ہیں جن میں ظلم وزیادتی اور سرکشی کی مذمت کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے، وَاللہ لاَیحِب کُل کَفار اثیم [۱۹]۔
اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے بد عمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔ اور سورۃ آل عمران میں ہے کہ واللہ لاَ یحب الظالمین [۲۰]۔

اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے اِن اللہ لاَ یحب مَنْ کَانَ مُخْتالاً فَخوْراً [۲۱] یقیناً اللہ تعالیٰ مغرور اور خود پسند بننے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح سورۃ المائدہ میں ہے کہ وَلاَتَعْتَدُوْا اِن اللہَ لاَ یحِب الْمُعْتَدِین [۲۲] ''اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف میں ہے کہ وَلاَتُسْرِفُوا اِنَّہُ لاَ یحِبُّ الْمُسْرِفِین [۲۳] اور تم اسراف نہ کرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سورۃ الانفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّ اللہَ لاَ یحِبُّ الْخَاءِنِین [۲۴] یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سورۃ النحل میں ہے کہ اِنَّـہ لاَ یحِـبُّ الْمُتَکَـبِّرِین [۲۵] بے شک اللہ تعالیٰ تکبر (سرکشی) کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ''لاَ تَظْلِمُوْنَ وَلاَ تُظْلَمُوْنَ'' [۲۶] نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اسی طرح سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کلیہ بیان فرمایا ہے کہ وَلاَتَعَاوَنُوْا عَلیَ الْاِثْمِ وَالْعُـدْوَان [۲۷] اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ سورۃ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے کہ اِنَّ الظَّالِمِینَ لَھُمْ عَذَابُ اَلِیم [۲۸] بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور سورہ الانعام میں ہے کہ اِنَّہُ لاَ یفْلِحُ الظَّالِموْنَ [۲۹] بے شک ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

۸۔ **اسلام قتل انسان کو حرام قرار دیتا ہے۔** اللہ تعالیٰ نے سورہ الانعام اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَلاَ تَقْتُلُوْاالنَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللہُ اِلاَ بِالْحَق [۳۰] اور قتل نہ کرو اس نفس کو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، مگر حق کے ساتھ۔

اسلامی قانون میں صرف چھ صورتوں میں قتل کی اجازت ہے اور وہ بھی مجاز عدالت کے ذریعے۔ انفرادی طور پر سوائے اپنی حفاظت کے کسی کو سزا دینے یا قتل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اسلام میں کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔ وہ چھ صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ قاتل کو قصاص میں قتل کرنا
۲۔ جنگ کی حالت میں مد مقابل حربی دشمن کو قتل کرنا

۳۔ اسلامی حکومت وریاست کے خلاف مسلح بغاوت کرنے والے کو قتل کرنا
۴۔ شادی شدہ زانی کو (سنگسار کے ذریعے قتل کرنا)
۵۔ مرتد کو قتل کرنا جو اسلامی قانون کی بغاوت کرے
۶۔ عام راستوں پر ڈاکہ زنی، قتل وغارت کرنے اور فساد برپا کرنے والے کو قتل کرنا ان کے علاوہ کسی بھی انسان کو قتل کرنے کو قرآن کریم پوری انسانیت کی قتل قرار دیتا ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ہے، جس نے کسی کو بغیر قصاص کے یا بغیر زمین میں فساد پھیلانے کی سزا کی قتل کردیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کردیا۔ اور جس نے کسی ایک انسان کی جان بچائی اس نے گویا سارے انسانوں کی جان بچائی[۳۱]

۹۔ اسلام ایک معتدل اور میانہ رو دین ہے۔

اسلام ایک معتدل، میانہ رو اور متوازن دین ہے۔ ہر قسم کی افراط و تفریط اس میں نہیں۔ وہ انتہا پسندی کے خلاف ہے۔ اس کی تمام تعلیمات اعتدال اور توازن پر مبنی ہے۔ سورۃ البقرہ میں ایک کلیے کے طور پر ارشاد ہے کہ اِنَّ اللہ لاَ یحِبُّ الْمُعْتَدِین[۳۲] بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اس آیت میں یہ اصول بیان ہوا ہے کہ اسلام میں ہر قسم زیادتی، انتہا پسندی اور حد سے تجاوز کی قطعاً گنجائش نہیں حتیٰ کہ جنگ کے میدان میں اور دشمن کے ساتھ لڑائی میں بھی کسی قسم کی زیادتی اور اعتدال و توازن سے ہٹ کر سلوک، عمل اور رویے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر صورت اور ہر معاملے میں اعتدال اور انصاف کا حکم ہے[۳۳]

یہی وجہ ہے کہ اسلام خرچ کرنے میں بھی اعتدال اور کفایت شعاری کا حکم دیتا ہے، جبکہ انتہا پسندی اور زیادتی کی بجائے میانہ روی مسلمانوں کی فطری خصلت قرار دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں[۳۴]

اسی طرح سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ[۳۵] "اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو"۔

اسلام کے اسی اصول کے مطابق معاملات تو کیا عبادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی راہ اپنانے کا حکم دیا ہے۔ اور اس میں افراط و تفریط، بے اعتدالی اور انتہا پسندی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ مثلاً لگاتار روزے رکھنے، مدام نوافل پڑھنے، تہجد پڑھنے اور لمبی نماز پڑھنے وغیرہ سے منع کیا گیا ہے (۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے عبداللہ! مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کر، روزے رکھ اور افطار بھی کر (یعنی کبھی روزے رکھو اور کبھی نہ رکھو)، قیام بھی کر اور نیند بھی کر، کیونکہ تجھ پر تیرے جسم کا بھی حق ہے، تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ ہر مہینے میں صرف تین روزے رکھ، ہر مہینہ صرف ایک بار قرآن پاک ختم کر۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپؐ نے فرمایا (پھر بھی مسلسل روزے رکھنے اور تلاوت قرآن پاک کرنے سے پرہیز کر) تم افضل روزہ رکھو، وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر اور (روزانہ قرآن ختم کرنے کی بجائے) سات راتوں میں ایک بار قرآن کی تلاوت ختم کر اور اس پر اضافہ نہ کر (۳۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص کو دیکھا جو دھوپ میں کھڑا تھا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں خطبے کے دوران ہی پوچھا تو لوگوں نے کہا، یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، نہ سائے میں آئے گا نہ کسی سے بات کرے گا، نہ کھائے گا نہ پیے گا بلکہ روزہ رکھے گا۔ (آپؐ نے یہ سن کر) انہیں سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا، اسے کہو کہ وہ بات بھی کرے، سائے میں بھی بیٹھا کرے اور اپنا روزہ بھی پورا کر لے (۳۸)

ان کے علاوہ بھی قرآن وسنت سے سینکڑوں دلائل اور تعلیمات پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک اعتدال پسند دین ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی انتہا پسندی کی گنجائش نہیں ہے، اس میں توازن ہے اور کوئی افراط و تفریط نہیں ہے۔

۱۰۔ اسلام کے جملہ احکام حلال وحرام کا مقصد قیام امن ہے اسلام کے تمام احکام، اوامر و نواہی، جائز و ناجائز اور حلال و حرام وغیرہ سب امن و سلامتی کے فروغ کی خاطر ہی ہیں۔ انہی تعلیمات و احکامات کی پیروی سے انصاف اور رواداری کی فضا قائم ہوتی ہے اور امن کا قیام عمل میں آتا ہے۔ مثلاً نماز سے قرب الٰہی اور روحانی تسکین کے علاوہ نظم و ضبط، مساوات، برابری اور پابندی وقت کی تربیت ہوتی ہے۔ انسان

فحاشی وعریانی سے منع ہو جاتا ہے اور ایک پرامن شہری بن جاتا ہے۔ روزے سے مساوات کے علاوہ ضبط نفس کی تربیت ہوتی ہے تاکہ انسان نفسانی خواہشات کی رو میں بہہ کر بدامنی پھیلانے کا باعث نہ بنے۔ ادائیگی حج سے اجتماعیت کی اہمیت، ایثار وقربانی کا جذبہ، تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ زکواۃ تو غربت کے خاتمے، انسانیت کے ساتھ ہمدردی وتعاون، مال و دولت کی گردش اور باہمی تعلقات کی بہترین استواری کے لئے فرض کی گئی ہے۔ اسی طرح عدل وانصاف، مساوات، رواداری، عفو ودرگزر، ایثار وقربانی، بھائی چارہ و محبت، سب وہ تعلیمات ہیں جن سے معاشرے میں امن وامان، خوشحالی اور قربانی کا ماحول جنم لیتا ہے اور خوشیوں کی بہار شروع ہونے لگتی ہے۔

اسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کے کرنے سے فساد فی الارض پھیل جاتا ہے۔ مثلاً غیبت، بہتان، چغلی، تجسّس، تمسخر، دھوکہ دہی، قتل و غارت گری، گالم گلوچ، سودخوری، ڈاکہ زنی، قمار بازی، زنا، شراب نوشی، خیانت کا ارتکاب، ناپ تول میں کمی، چوری کرنا وغیرہ، ان امور کو اسلام نے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ ان کے ارتکاب سے معاشرہ میں بگاڑ اور فساد رونما ہوتا ہے جو فرد و معاشرے دونوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے اور بدامنی وفساد فی الارض کا سبب بن جاتا ہے۔ اسلام کے تعلیمات صرف مسلمانوں ہی کے لیے نجات اور فلاح کا ضامن نہیں بلکہ هُدًى لِلْمُتَّقِين (۳۹)

(متقیوں کے ہدایت ہے) کے ساتھ ساتھ ھدًى لِلنّاس (۴۰) (تمام انسانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے) بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مغرب نے اسلامی تعلیمات کا جائزہ لے کر ان پر عمل کرنا شروع کیا تو ان پر ایمان رکھے بغیر بھی پوری دنیا پر حکمرانی کا جھنڈا گاڑ دیا، جبکہ خود مسلمانوں نے ان تعلیمات سے روگردانی اختیار کی تو خلافت و حکومت سے محروم ہوگئے، ظلم و بدامنی اور مغرب کی غلامی کا شکار ہوگئے۔

۱۱۔ امن وسلامتی، سنت رسولؐ کی روشنی میں: اب ہم درج ذیل سطور میں رسول ﷺ کے سنت کی روشنی میں امن وسلامتی کا جائزہ لیں گے کہ سنت میں اس حوالے سے کیا کیا تعلیمات ملتے ہیں۔ مسلمان ہی امن کا داعی ہے اسلام اپنے پیروکاروں یعنی مسلمانوں کی تعریف ہی یہ کرتا ہے کہ ان کی شر سے مسلمان محفوظ ہو، تمام پڑوسی محفوظ ہوں، غیر مسلم اور مخالف بھی محفوظ ہو۔ نہ صرف خود پرامن ہو بلکہ امن کا داعی بھی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں (۴۱)

حضرت ابو شریحؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بخدا وہ مومن نہیں، بخدا وہ مومن نہیں، بخدا وہ مومن نہیں، بخدا وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا کون مومن نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا، جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

پڑوسی میں مسلم، غیر مسلم، دور اور نزدیک سب پڑوسی شامل ہیں، اسی طرح ریاستوں اور حکومتوں کی سطح پر بھی یہی حکم ہے۔ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ، کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ لوگ خاموش ہوگئے۔آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔ پھر ایک صحابی نے عرض کیا، جی ہاں اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں ضرور بتائیے کہ ہم میں سے اچھا کون ہے اور برا کون ہے؟آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع کی جائے اور اس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں، اور تم میں سے بدترین شخص وہ ہے جس سے کسی خیر کی امید نہ رکھی جائے اور اس کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں[۴۲]

اسلامی تعلیمات صرف یہ نہیں کہ مسلمان بذات خود شریف اور پرامن ہو اور اس کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں، بلکہ وہ امن کا پرجوش داعی بھی ہو۔معاشرے میں قیام امن کے لیے جدوجہد بھی کررہا ہو، اور مظلوم کا ساتھ دینے اور ظالم کا ہاتھ روکنے کا اہتمام بھی کررہا ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کرسکتے ہیں، لیکن ظالم کی ہم کیسے مدد کریں۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ روک لو (یہی اس کے ساتھ مدد ہے)[۴۳]

۱۲۔ ظلم و تشدد، دہشت گردی اور فساد کی حرمت نبی ﷺ کا مشن معاشرے کے اندر سے ظلم و تشدد، فساد، سرکشی اور دہشت گردی کا خاتمہ اور امن وامان کا قیام تھا۔اور یہی ہدایات مسلمانوں کو بھی دیئے کہ وہ معاشرے میں قیام امن کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔اس حوالے سے جو تعلیمات آپؐ نے دیئے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر بھی ظلم کو حرام کر رکھا ہے اور تمھارے لیے بھی اس بات کو حرام کردیا ہے کہ تم کسی پر ظلم کرو[۴۴]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا، مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں

ہوتا(۴۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ظلم وسرکشی قیامت کے روز بہت سی تاریکیوں کا سبب ہوگا(۴۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی بھی طریقہ سے ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل اس کے پاس ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی(۴۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ ظالم و سرکش (اور فساد کرنے والے) کو دنیا میں چند روز مہلت دیتے رہتے ہیں، لیکن جب پکڑتے ہیں تو پھر نہیں چھوڑتے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی ''اور تیرے رب کی پکڑ اس طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دہ اور بڑی سخت ہے(۴۸)

۱۳۔ قتل و غارت کی ممانعت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سات تباہ کرنے والے (گناہوں) سے بچو۔۔۔ جن میں سے ایک کسی کی ناحق جان لینا ہے، اس سے بچو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے(۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن اس وقت تک اپنے دین کے بارے میں کشادہ رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہ کرے(۵۰)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہلاکتوں کا بھنور جس میں گرنے کے بعد نکلنے کی امید نہیں وہ ناحق قتل و غارت ہے، جس کو اللہ نے حرام کیا ہے(۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو (۵۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا، جس نے کسی ذمی (غیر مسلم شہری) کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کی راہ سے بھی سونگھی جا سکتی ہے(۵۳)

۱۴۔ **انسانوں کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک**: حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا(۵۴)

حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان پر رحم کرتا ہے جو خود رحم دل ہوں[۵۵]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، لَيسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يرْحَمْ صَغِيرِنَا وَ يوَ قِّرْ كَبِيرِنَاوَيأمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ ينْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ [۵۶]

جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور نیکی کا حکم نہیں کرتا اور برائی سے منع نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۵۔ **جانوروں اور ذی روح کے ساتھ رحمت وشفقت**: چونکہ اسلام دین رحمت ہے، اس لیے نہ صرف انسانوں کے ساتھ بہتر سلوک کا درس دیتا ہے بلکہ جانوروں کے لیے بھی اسلام سراپا رحمت وامن وسلامتی ہے۔ جانوروں پر بھی ظلم وزیادتی کو برداشت نہیں کرتا، اس حوالے سے چند بنیادی اسلامی تعلیمات کا ذکر کریں گے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا، ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اسے شدت کی پیاس لگی۔ اسے ایک کنواں نظر آیا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب وہ باہر نکلا تو وہاں ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ کتا بھی اتنا ہی زیادہ پیاسا معلوم ہوتا ہے جتنا کہ میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر اسے منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ رحمدلی اور نیکی کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ہر تازہ کلیجے والے (یعنی ذی روح، جس میں حیوانات و نباتات دونوں شامل ہیں) کے ساتھ نیکی کرنے پر ثواب ملتا ہے[۵۷]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں جا پہنچی، اس نے بلی کو باندھے رکھا اور اسے نہ کھانا دیا اور نہ ہی چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی جان بچا لیتی[۵۸]

حضرت ابوہریرہؓ سے رویت ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا، نبیوں میں سے کوئی نبی کسی درخت کے سائے میں اترے، وہاں انہیں کسی ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے حکم دیا اور ان کا سارا سامان اس درخت تلے سے اٹھالیا گیا۔ پھر چیونٹیوں کا سارا چھتا انہوں نے جلوادیا۔ انہیں ڈانٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان

کی طرف وحی بھیجی کہ تمہیں تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تم نے تمام چیونٹیوں کو جلا کر رکھ دیا، حالانکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والی ایک امت ہے (۵۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے بکری کے پہلو پر پاؤں رکھا ہوا تھا اور اسی حالت میں چھری تیز کر رہا تھا، جبکہ بکری آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس سے پہلے ہی چھری تیز کیوں نہ کی؟ کیا تم اس جانور کو دو مرتبہ موت سے دوچار کرنا چاہتے ہو۔(۶۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ اپنی حاجت کے لیے نکلے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سرخ چڑیا اپنے دو بچوں کے ساتھ ہے۔ ہم نے اس کے بچے اٹھا لیے تو وہ چڑیا ہمارے اوپر چکر کاٹنے لگی۔ نبی اکرمؐ جب آئے تو یہ دیکھ کر فرمانے لگے کہ کس شخص نے اس چڑیا کو اس کے بچوں کی وجہ سے دکھ پہنچایا ہے؟ اس کے بچے واپس لوٹا دو۔ اسی طرح آپؐ نے چیونٹیوں کی ایک بل دیکھی جسے ہم نے جلایا تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اسے کس نے جلا دیا؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم نے اسے جلایا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو آگ کی سزا دے سوائے آگ کے پیدا کرنے والے (خدا) کے (۶۱)

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا، آپؓ چند آدمیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے تھے۔ جب انہوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ یہ اس طرح (نشانہ بازی) کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبیؐ نے لعنت بھیجی ہے (۶۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ نے کسی بھی چوپائے اور جانور وغیرہ کو باندھ کر مارنے سے منع کیا ہے (۶۳)

حضرت سہل بن حنظلہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جو بھوکے پیاسے رہنے کی وجہ سے اس کی پشت اس کے پیٹ سے لگ رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا، ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر مناسب سواری کیا کرو اور انہیں مناسب حالت میں چھوڑو (۶۴)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر سوار کیا۔ پھر آپؐ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اونٹ نے

آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو غمگین ہو کر بلبلانے لگا اور اس کی آنکھیں بہہ نکلیں۔ آپ ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے سر پا ہاتھ پھیرنے لگے اور وہ خاموش ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کی ملکیت ہے؟ تو ایک انصاری آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس جانور کو جسے اللہ تعالیٰ نے تمھاری ملکیت میں دے دیا ہے، کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اس اونٹ نے میرے سامنے شکایت کی ہے کہ تم اسے تکلیف پہنچاتے ہو اور اس پر خوب مشقت ڈالتے ہو[۶۵]

ان تعلیمات نبویؐ سے اسلام کا تصورِ رحمت و رافت، امن وسلامتی اور پر سکون زندگی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جو دین کسی جانور اور تمام ذی روحوں پر ظلم و زیادتی اور جبر و تشدد کا قائل نہ ہو، جو کسی پرندے کو تکلیف دینا گوارا نہ کرتا ہو، حتّٰی کہ بے جان اشیاء کے ساتھ زیادتی سے منع کرتا ہو، پودوں اور درختوں کو کسی وجہ کے بغیر کاٹنے سے باز رہنے کا حکم دیتا ہو۔۔۔۔۔ ایسے دین سے زیادہ امن، رواداری، عدل وانصاف اور مساوات پر مبنی دین ہو سکتا ہے؟ کیا ایسے دین کے علمبردار دہشت گرد، انتہا پسند اور غیر مہذب ہو سکتے ہیں؟

۱۶۔ **جہاد کا حکم قیام امن کے لیے** اسلام دنیا کو انسانیت کی اصلاح وفلاح کا عظیم اور بلند مقصد پیش کرتا ہے، اور اسی مقصد کے حصول کے لیے نیکی کے فروغ، برائی کے سدّ باب، ظلم وزیادتی، جبر واستحصال اور فساد کا قلع قمع کرنے اور حقوق وفرائض کا تعین کرتا ہے، اور اپنے ماننے والوں سے اس پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

انسانیت کی اصلاح وفلاح اور احترام کی خاطر اگر جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو پھر اسے جہاد فی سبیل اللہ اور مقدس عبادت سمجھ کر جان کی بازی لگادی جاتی ہے۔ اسلام کے اس جنگ میں احترام آدمیت، حقوق کی پاسداری، ظلم وبربریت کے خاتمے اور قیام امن کے علاوہ کوئی اور نفسانی خواہش شامل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے جہاد، ''جنگ'' نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت ہے۔ اسلام میں جہاد کی غرض وغایت ظلم وجور کا قلع قمع کرنا (خواہ یہ ظلم مسلمان کررہا ہو یا غیر مسلم)[۶۶]، عدل وانصاف کی فراہمی اور امن کا قیام ہے[۶۷]

۱۷۔ **اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں فساد ہی فساد ہے** پورے کائنات کا خالق، مالک، منتظم اور حاکم اللہ جلّ جلالہ ہے۔ جس طرح تکوینی نظام اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کے مطابق چلتا ہے، اسی طرح تشریعی نظام بھی اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے، جس کا نام اسلام ہے۔ تاکہ دنیا کا نظام حق، عدل وانصاف

اور امن وسلامتی کے سات چلتا رہے۔ ظاہر ہے کہ اس نظام کے علاوہ ہر ایک نظام فساد اور ظلم ہی کا سبب ہوگا۔ قرآن حکیم نے اس بات کی تصریح کئی مقامات پر کی ہے۔ سورۃ عنکبوت میں قوم لوطؑ کے حوالہ سے ارشاد ہے کہاور حضرت لوط علیہ السلام کو یاد کرو جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو اور راستے تبدیل کرتے ہو، اور اپنی عام مجالس میں بے حیائی کے کام کرتے ہو۔ اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا کہ بس جا اگر سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آ [۶۸]

قوم کے اس جواب میں حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِین [۶۹]

اے رب! فسادی قوم کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اسی طرح قوم شعیب علیہ السلام کے بدامنی اور فساد کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الاعراف میں ہے کہ اور لوگوں کو چیزیں کم کرکے مت دو، اور روئے زمین پر اس کے بعد کہ اس کی درستگی کر دی گئی، فساد مت پھیلاؤ [۷۰]

فرعون کے برپا کردہ فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا نقشہ سورۃ القصص میں اس طرح کھینچا گیا ہے، یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا، اور ان میں سے ایک فرقہ یعنی بنی اسرائیل کو کمزور کر رکھا تھا، اور ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا، اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ بے شک وہ تھا مفسدین میں سے [۷۱]

یہودیوں کی فسادات، بدامنی پھیلانے، مکروفریب اور دہشت گردی سے پورا قرآن اور خود بائبل اور تاریخ بھی بھری پڑی ہے۔ آج عملاً دنیا میں بدامنی، فساد اور دہشت گردی میں اسی قوم کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے، اور جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے، یہ ملک بھر میں شر و فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا [۷۲]
اسی طرح منافقین کے فساد برپا کرنے کا ذکر سورۃ البقرہ میں یوں ہے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار ہو! یقیناً یہی لوگ (منافقین) فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور نہیں رکھتے [۷۳]

خلاصہ و نتیجہ:

اسلام، انسان کا مقرر کردہ نظام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا مقرر کردہ نظام ہے، جس کا مقصد دنیا وآخرت کی زندگی پرامن، خوشحالی اور کامیابی سے بسر کرنا ہے۔ اس لئے یہ نظام عدل وانصاف اور امن کے قیام کا واحد ضامن ہے، جس میں انسانیت سے کیا حیوانات، نباتات اور جمادات کے ساتھ بھی زیادتی

اور ظلم کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے۔ انسان کا وضع کردہ نظام، نہ اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے، نہ دنیا و آخرت میں امن کا ضامن بن سکتا ہے۔

حوالہ جات:

(۱) اصفہانی امام راغب، المفردات القرآن، ترجمہ محمد عبدہ، اہل حدیث اکادمی، لاہور، لفظ ''اسلام''

(۲) شاہ، زاہد، اسلام کا دستوری نظام، پاکستان کے حوالے سے، پی۔ایچ ڈی مقالہ، وفاقی اردو، یونیورسٹی، کراچی، شعبہ اصول الدین، ص ۲۵

(۳) امام ابن منظور، لسان العرب، المطبعۃ الاثریۃ، ۱۳۹۱ھ، لفظ ''مسلم''

(۴) الانعام ۶/۸۱۔۸۲

(۵) یونس ۱۰/۲۵

(۶) سباء ۳۴/۲۸

(۷) انبیاء ۲۱/۱۰۷

(۸) البقرہ ۲/۲۰۵

(۹) المائدہ ۵/۶۴

(۱۰) البقرہ ۲/۶۰

(۱۱) الانفال ۸/۲۵

(۱۲) ھود ۱۱/۱۱۶

(۱۳) المائدہ ۵/۳۳

(۱۴) القصص ۲۸/۸۳)

(۱۵) المائدہ ۵/۱۳

(۱۶) المائدہ ۵/۲۴

(۱۷) الحجرات ۴۹/۹)

(۱۸) الحجرات ۴۹/۱۱

(۱۹) البقرہ ۲/۲۷۶

(۲۰) آل عمران ۳/۵۳

(۲۱) النساء ۴/۳۶

(۲۲) المائدہ ۵/۸۷

(۲۳) انعام ۶/۱۴۱، الاعراف ۷/۳۱

(۲۴)　الانفال ۵۸/۸
(۲۵)　النحل ۲۳/۱۶
(۲۶)　البقرہ ۲۷۹/۲۰
(۲۷)　المائدہ ۲/۵
(۲۸)　ابراہیم ۲۲/۱۶
(۲۹)　الانعام ۲۱/۶
(۳۰)　الانعام ۲۵۱/۶، بنی اسرائیل ۱۷/۳۳
(۳۱)　المائدہ ۳۲/۵
(۳۲)　البقرہ ۱۹۰/۲
(۳۳)　البقرہ ۱۹۰/۲۔ ۱۹۴، المائدہ ۸/۵
(۳۴)　الفرقان ۶۷/۲۵
(۳۵)　لقمان ۱۹/۳۱
(۳۶)　بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، استنبول، دار صادر، ۱۹۹۲، کتاب النکاح،
(۳۷)　ایضاً
(۳۸)　صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذر، حدیث نمبر ۶۷۰۴
(۳۹)　البقرہ ۲/۲
(۴۰)　البقرہ ۱۸۵/۲
(۴۱)　بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتھاء عن المعاصی، حدیث نمبر ۶۴۸۴، ابوالحسن مسلم نیشاپوری، صحیح مسلم، مصر ۱۹۹۳، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام، حدیث ۴۱
(۴۲)　ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی، جامع ترمذی، استنبول دارالدعوہ، ۱۴۰۱ھ
(۴۳)　ایضاً، حدیث ۲۲۵۵، بخاری، کتاب الظالم، باب اعنی اخاک الظالم او مظلوم، حدیث نمبر ۲۴۴۴، مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً، حدیث نمبر ۶۵۱۵
(۴۴)　مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، حدیث نمبر ۲۵۷۷
(۴۵)　بخاری، کتاب المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم، ۲۴۴۸، مسلم، کتاب الایمان، باب الدعاء الیٰ الشی، ۱۲۱، ابوداؤد، ۱۵۰۴
(۴۶)　بخاری، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، حدیث نمبر ۲۴۴۷
(۴۷)　احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۱، ۵۰۶/۲، بخاری، کتاب الظالم، باب من

کانت له مظلمة عندالرجل محلها ---۲۴۴۹

(۴۸)　بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ وکذالک اخذ ربک ----۔ ۴۶۸۶

(۴۹)　بخاری کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یأکلون أموال الیتامیٰ، حدیث نمبر ۲۷۶۶، مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرھا، ۲۸۵

(۵۰)　بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ومن قتل مؤمناً متعمداً، حدیث نمبر ۶۸۶۲

(۵۱)　ایضاً، حدیث نمبر ۶۸۶۳

(۵۲)　ایضاً، باب من احیاء، حدیث ۶۸۶۹

(۵۳)　بخاری، کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاہداً، ۳۱۶۶

(۵۴)　بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، قل ادعوا اللہ اودعوا الرحمان، ۷۳۷۷، مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمہ، ۲۳۱۹، احمد ۳/۴۰

(۵۵)　ایضاً، حدیث نمبر ۷۳۷۷، مسلم کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، ۹۲۳

(۵۶)　سجستانی، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، ۱۹۵۱، حدیث نمبر ۴۹۳۵

(۵۷)　بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث نمبر ۶۰۰۹

(۵۸)　بخاری، کتاب بداء الخلق، باب اذا وقع الذباب ---۔ حدیث نمبر ۳۳۱۸

(۵۹)　بخاری، کتاب الجہاد، باب ۱۵۳، حدیث نمبر ۳۰۹۱

(۶۰)　الحاکم، المستدرک، دار الفکر، بیروت، تاریخ اشاعت ندارد، جلد ۴/۲۳۱

(۶۱)　ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی کراھیۃ حرق العبد بالنار، حدیث نمبر ۲۶۷۲

(۶۲)　بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب یکرہ من المثلہ والمصبورۃ ----۔ ۵۵۱۵

(۶۳)　ایضاً، حدیث نمبر ۵۵۱۴

(۶۴)　ابوداؤد، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۲۵۲۵

(۶۵)　ایضاً، حدیث نمبر ۵۲۴۶

(۶۶)　الحج ۲۲/۳۹۔۴۰ البقرہ ۲/۱۹۰، الحجرات ۴۹/۹

(۶۷)　المائدہ ۵/۳۲، آل عمران ۳/۱۹

(۶۸)　عنکبوت ۲۹/۲۸۔۲۹

(۶۹)　عنکبوت ۲۹/۳۰

(۷۰)　الاعراف ۷/۸۵

(۷۱)　القصص ۲۸/۴

(۷۲) المائدہ ۶۳/۵

(۷۳) البقرہ ۱۱/۲۔ ۱۲